تفسیر ثنائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا شاہکار کارنامہ

حکیم عبدالرحمٰن خلیق خطیب جامع رحمانیہ بدوملہی

ابتدائی وضاحت

اس مضمون کی تسوید ان دنوں کی بات ہے جب میاں نواز شریف اور مولانا عبدالستار نیازی ابھی برسراقتدار تھے میری علالت کی وجہ سے ان سطور پر نظر ثانی میں تاخیر ہو گئی اور اس عرصہ میں میاں صاحب اور نیازی صاحب کی حکومت ختم کر دی گئی۔

مگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر دوبارہ بھی وہی گروہ برسر اقتدار آ گئے تو بات اپنی جگہ قائم ہے لیکن اگر ان کی جگہ کوئی دوسرے لوگ آگے بڑھ آئے تو ظاہر ہے وہ بھی کوئی نواز شریف اور عبدالستار نیازی ہی ہوں گے اور مجلسی پھوں پھاں کے سوا وہ بھی کچھ نہیں کر سکیں گے۔ ایسی صورت میں یہ مضمون جانے والوں کے لئے بھی اور آنے والوں کے لئے بھی ایک ہی حیثیت رکھتا ہے۔

عبدالرحمٰن خلیق

ڈھونڈے ہے اس مغنی آتش نفس کو جی
جس کی صدا ہو جلوہ برق فنا مجھے

یاد ایام

آج سے پورے ایک سو برس قبل ۱۳۱۳ ہجری میں اہل حدیث کے عظیم قائد مجدد عصر شیخ الاسلام ابو الوفا حضرت مولانا ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ امرتسری نے تفسیر ثنائی کے نام سے قرآن پاک کی ایک تفسیر اردو زبان میں لکھی جو اپنے منفرد تفسیری اسلوب کی وجہ سے اس سے پہلے پائی جانے والی تمام عربی فارسی اور اردو تفاسیر قرآن میں ایک منفرد تفسیری نقش تھی فارسی زبان کا ایک نہایت مشہور اور بے حد مقبول شعر ہے۔

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ
من نیز حاضر می شوم تفسیر جاناں در بغل

مولانا امرتسریؒ نے اپنی تفسیر پیش کرتے ہوئے بادنیٰ تصرف جب اس شعر کو اپنی واردات قلب کے تابع بنا کر وفور کیف و سرمستی سے جھوم کر یوں پڑھا کہ۔

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ
من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل

تو حسن طلب کے ایمان افروز باغ میں صد در صد بہاروں کا سماں بندھ گیا۔ سبحان اللہ۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر بو الہوس کو لذت دار و رسن کہاں

اسلوب تفسیر

مولانا امرتسری نے اپنی اس تفسیر میں قرآن پاک کو ایک مسلسل مضمون کی شکل میں ترتیب دیا ہے اپنی ایک آیہ مبارکہ کے مضمون کو مقام و محل کے اعتبار سے چند تفسیری الفاظ کی مدد سے اس کی اگلی آیہ مبارکہ کے مضمون سے اس طرح مربوط بنا دیا ہے کہ دونوں آیات ایک ہی مضمون کا تسلسل نظر آتی ہیں اپنے اس اسلوب تفسیر کے حق میں مولانا مرحوم کی دلیل ان کے اپنے ہی الفاظ میں اس طرح ہے۔

"اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم حسب موقع نازل ہوتا رہا اور اس موقع کا پہلے موقع سے جس پر پہلی آیت اتری تھی مطابق اور موافق ہونا بھی ضروری نہیں۔ مگر اس وجہ سے کہ سورتوں کی ترتیب آنحضرتؐ کے ارشاد سے ہوئی تھی تو کوئی نہ کوئی مناسبت لاحق کو سابق سے ضرور ہو گی۔ اس لئے میں نے ایک آیت کو دوسری آیت سے جوڑ دیا۔"
(مقدمہ تفسیر ثنائی)

اب یہ امر تو بالکل ظاہر ہے کہ قرآن پاک کو اگر اس کی ترتیب نزول کے مطابق ہی جمع کیا جاتا تو وہ مجموعہ قرآن ہی کہلاتا اور اس کی تلاوت بھی بطور قرآن پاک کے ہی کی جاتی ایسے میں کسی نازل ہونے والی آیہ مبارکہ کی خاص جگہ رکھنے اور پڑھنے کی ہر آیت بھی ضروری نہیں تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسا اہتمام وقوع میں آیا ہے کہ نازل ہونے والی آیہ کریمہ کے ضمن میں یہ ہدایت بھی کی جاتی تھی کہ اس کو فلاں سورہ مبارکہ کے فلاں مقام پر رکھا جائے تو مولانا امرتسری کا یہ استدلال دل کو لگتا ہے کہ اترنے والی آیہ مبارکہ کو اس مقام سے کوئی نسبت ضرور ہے اور ان میں کوئی ایسا ربط ضرور موجود ہے جو اگرچہ محسوس نہیں ہو رہا۔ پس مولانا امرتسری نے اپنے اسی ذہن کے ماتحت اس غیر محسوس ربط کو اپنے تفسیری الفاظ کی مدد سے محسوس ربط کی شکل دے دی۔

مولانا اشرف علی تھانوی

مولانا ثناء اللہ امرتسری کا یہ اسلوب تفسیر اچھوتا تو تھا ہی اللہ تعالیٰ نے اس اسلوب کو قبولیت کا شرف بھی عطا کیا۔ چنانچہ تفسیر ثنائی کی اشاعت کے چند برس بعد جب مشہور حنفی المسلک اہل علم بزرگ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے "بیان القرآن" کے نام سے قران پاک کی تفسیر لکھی تو

انہوں نے بھی اپنی اس تفسیر میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اسلوب تفسیر کو ہی اختیار کیا ہے یعنی۔

لے اڑی طرز فغاں بلبل نالاں ہم سے
گل نے سیکھی روش چاک گریباں ہم سے

مولانا عبدالماجد دریا بادی

مولانا ثناء اللہ کی یہ تفسیر قرآن اپنے اچھوتے اور دل پسند اسلوب کی وجہ سے اہل حدیث کے ہاں تو محبوب اور مقبول تھی ہی اس کو احناف اہل علم و قلم حلقوں میں بھی بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی ہے جبکہ انہوں نے اس کو نہ صرف مفید تر تفسیر پا کر پسند ہی کیا بلکہ اس کو وقت کی ضرورت بھی قرار دیا مولانا عبدالماجد دریا بادی نے جو ایک مشہور حنفی المسلک اہل علم و قلم بزرگ ہیں جب ۱۳۶۳ ہجری میں تفسیر ماجدی کے نام سے قرآن پاک کی تفسیر لکھی تو انہوں نے اپنی اس تفسیر کی ترقیم میں جن تفاسیر قرآن سے استفادہ کیا ان میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر ثنائی بھی شامل ہے۔

مولانا دریا بادی تفسیر ثنائی کی امتیازی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

غیر مذاہب کے لوگوں سے مناظرہ کرنے میں یہ تفسیر بہت کار آمد ہے

(دیباچہ القرآن الحکیم معہ ترجمہ و تفسیر مولانا عبدالماجد شائع کردہ تاج کمپنی)

اشاعت در اشاعت

مولانا امرتسری کی یہ تفسیر اپنے یوم تصنیف سے اب تک پاک و ہند میں متعدد بار زیور طبع سے مزین ہو چکی ہے اور دونوں ممالک کے ناشرین نے اس کی اشاعت میں اپنا اپنا حصہ بھرپور ادا کیا ہے مولانا نے اس تفسیر کی تکمیل آٹھ جلدوں میں کی تھی اور اپنی زندگی میں انہوں نے خود اپنے اہتمام میں اس کو آٹھ جلدوں میں ہی شائع کیا تھا۔

اگرچہ تفسیر کے ناشرین نے قرآن پاک کی سات منزلوں کی رعایت سے اس کو آٹھ کے بجائے سات جلدوں میں محدود کر دیا اس کی پہلی اشاعت کے مرحلہ پر اس کے گرامی قدر مصنف نے یہ دستور طے کیا تھا کہ وہ جب تفسیر کی ایک جلد کی تکمیل کر لیتے تو اپنے قارئین کو انتظار کی زحمت سے بچانے کے لئے اس جلد کو شائع کر دیتے اور پھر اگلی جلد کی تسوید و ترتیب جاری ہو جاتی۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر ایڈیشن

پھر جب ۱۹۷۱ء میں حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے اس کو اپنے اشاعتی ادارہ "ترجمان السنہ" کے زیر اہتمام زیور طبع سے آراستہ کیا تو انہوں نے مطالعہ میں مزید آسانی پیدا کرنے اور مطالعہ کے تسلسل میں قریب تر رابطہ موجود رکھنے کی غرض سے اس کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔

علامہ شہیدؒ کی ترتیب دادہ تفسیر کی اشاعت کو بھی اب ۱۹۹۳ء تک بائیس برس کا عرصہ گزر چکا

ہے جو ایک صدی کی تقریباً ایک چوتھائی عرصہ کو محیط ہے۔ جبکہ اس پورے عرصہ میں یہ تفسیر نہ صرف مقبول سے مقبول تر ہوتی گئی بلکہ غیر مسلموں مرزائیوں عیسائیوں اور عصر حاضر کے بدترین اسلام دشمن ذہن کے حاملین آریہ سماجیوں کی زہر چکانیوں اور شیطنت کاریوں نیز ان دشمنان دین کے علاوہ بہت سے داخلی گمراہوں منکرین حدیث اور نیچریت کے علمبرداروں کی نادانیوں عقل بانگیوں اور خساستوں کا مکمل توڑ ہونے کی وجہ سے اس کی ضرورت کا احساس بھی بڑھتا گیا یہی نہیں بلکہ اس پورے عرصہ میں مسلمانوں کے فرقوں میں سے بھی کسی فرقہ نے اس سے کوئی تلخی محسوس نہیں کی۔

اور حد یہ ہے کہ اس تفسیر کے مصنف گرامی کی زندگی میں خود احناف بزرگ تک اپنے علماء کی موجودگی کے باوجود دشمنان اسلام سے مناظروں میں تفسیر کے مصنف کو ہی اپنے مناظر کے بطور پیش کرتے رہے۔

اب پاکستان میں

تفسیر ثنائی کی زندگی کے اب تک کے ایک سو برس میں اس کو لاکھوں انسانوں نے مطالعہ کیا اور لاکھوں نے ہی اس سے بھرپور استفادہ کیا پاک و ہند کے مسلمان بھی اس کے قاری رہے اور غیر ممالک کے مسلمانوں نے بھی اس کی امامت میں نماز ہدایت ادا کی

اس کو اسلام کے دوستوں نے پڑھا اور یہ اسلام کے دشمنوں کے بھی زیر مطالعہ رہی۔

دوست اس کے مطالعہ سے محظوظ ہوئے اور دشمنوں پر اس کی ہیبت سے سکتہ طاری رہا۔ ان کے قلم ٹوٹ گئے ان کی زبانوں پر تالے چڑھ گئے اور ان کی ہمتیں جواب دے گئیں یہ تفسیر آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں کفر و شیطنت اور داخلی اور خارجی گمراہوں کے خلاف ایک طاقتور ہتھیار کے بطور موجود رہی ہے اور آج بھی اس کا یہ مقام بدستور ہی قائم ہے۔

دشمنان اسلام کے مقابلہ میں یہ ہمیشہ ایک دفاعی دیوار کے بطور ایوان اسلام کی حفاظت کرتی رہی ہے اور اس کی یہ حیثیت آج بھی قائم ہے دشمنان اسلام اس سے کبھی آنکھ نہیں ملا سکے کبھی اس کے منہ نہیں آسکے۔

لیکن آج پاکستان کی ایک ایسی حکومت کے دور میں اس کو حادثہ درپیش آیا ہے جس نے اقتدار حاصل کرنے کے لئے اہل ملک کو قسمیں اٹھا اٹھا کر یقین دلایا تھا کہ وہ ملک میں اسلام کو حاکم بنائے گی اور قرآن و سنت کو بطور آئین مملکت نافذ کرے گی پھر وہ حسب وعدہ اسلام کو تو حاکم نہ بنا سکی اس نے یہاں کتاب و سنت کو تو بطور آئین ملک نافذ نہ کیا البتہ اس نے اسلام کی ایک دفاعی دیوار پر ضرور حملہ کر دیا۔

اس طرح اس نے دشمنان اسلام کو اسلام سے دور رکھنے کے بجائے ان کے لئے اسلام پر حملوں کی راہ ہموار کر دی۔ سبحان اللہ۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مولانا ظفر علی خاںؒ نے کسی زمانہ میں کہا تھا۔

کوئی کافر مری تذلیل نہ کر سکتا تھا
دی یہ سوغات خود اپنے ہی مسلماں نے مجھے

اور اگر تفسیر ثنائی کو زبان مل جائے تو وہ بحسرت کہے گی۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

تفسیر ثنائی کے ناشر ادارہ کو نوٹس

میاں نواز شریف کی حکومت نے بھی جسے خود پاکستان کی طرح ہی اسلام کے نفاذ کے وعدوں اور دعووں کے نتیجہ میں وجود پانے کی سعادت حاصل ہوئی تھی اسلام سے وہی سلوک کیا ہے جو خود پاکستان میں اسلام کا مقدر بن چکا ہے اور پھر کتاب و سنت کے نفاذ کے تازہ وعدوں کا حشر بھی وہی ہوا ہے جس حشر سے وہ پہلے وعدے دوچار ہو چکے ہیں

دلوں کا حال تو خدا تعالیٰ ہی جان سکتے ہیں لیکن جو کچھ عملاً سامنے آیا ہے اس کا نتیجہ یہی ہے کہ کوئی کہہ سکے کہ وہ پہلے وعدے کرنے والے بھی جھوٹے تھے اور موجودہ لوگ بھی اپنے وعدوں میں جھوٹے ہیں نہ اسلام کا نفاذ پاکستان بنانے والوں کے پیش نظر تھا نہ نواز شریف حکومت ہی ایسا ارادہ رکھتی ہے۔

پاکستان کی تخلیق کے مرجع پر اسلام کے نام پر اپنی حکومت بنانے والوں کو اپنی حکومت مل گئی اور نواز شریف پارٹی کو بھی اسلام کے نام پر اپنی حکومت قائم کرنے کا موقع حاصل ہو گیا۔ پہلے لوگ بھی اپنے وعدوں سے مکر گئے تھے اور نواز شریف پارٹی نے بھی اسی تاریخ کو دہرایا ہے اسلام کو وہاں سے بھی مایوسی ہوئی اور اسے یہاں بھی مایوسی کے بجز کچھ حاصل نہ ہوا۔

میاں نواز شریف کی حکومت کو یہ توفیق تو نہ مل سکی کہ پاکستان کی پٹڑی پر اسلام کی گاڑی کو چلاتی اس نے الٹا اس پٹڑی کو ہی اکھاڑ ڈالنے کا اہتمام کر ڈالا جس پر اسلام کی گاڑی چل سکتی تھی اسے اسلام کی حفاظت کے لئے کسی حصار کی تعمیر کرنے کے بجائے اس کی پہلی حفاظتی دیوار کو بھی اپنے اندھے بہرے ٹینک کا ہدف بنا ڈالا۔

نواز شریف کی حکومت کی وزارت امور مذہبی نے ایک روز اچانک تفسیر ثنائی پر اپنا حملہ جاری کر دیا کہ۔

اقبال کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو

نواز شریف کی حکومت نے اپنی وزارت امور مذہبی کے ذریعہ پاکستان میں تفسیر ثنائی کے ناشر ادارہ ترجمان السنہ کو ایک نوٹس جاری کیا ارشاد ہوا۔

آپ کے ادارہ کی طرف سے شائع کردہ تفسیر ثنائی میں معنوی تحریف ہوئی ہے اس کی تصحیح کی جائے ورنہ آپ کے ادارہ پر پابندی لگا دی جائے گی۔ (روزنامہ جنگ ۴ نومبر ۱۹۹۱ء) اللہ اکبر۔

خدا ترا بت کافر دراز سن تو کرے
جفا کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ یہاں کس کی مجال ہے کہ تفسیر ثنائی کی مقدس دستاویز کی طرف میلی نگاہ سے دیکھے اس کے منہ آنے کی کوشش کرے اور اس کی اشاعت پر پابندیوں کا پلان بنائے وہ تفسیر قرآن جسے عرب و عجم اور پاک و ہند کے علماء سند مانتے ہیں اس پر اعتماد کرتے ہیں اس سے استفادہ کرتے ہیں اور مصنف تفسیر ثنائی کے ہم مسلک نہ ہونے کے باوجود اس کے اسلوب کو اختیار کرتے ہیں جس تفسیر میں نہ کسی دیو بندی اہل علم کو تحریف نظر آئی جس پر نہ کسی بریلوی المسلک اہل علم کو تحریف کا شبہ گزرا۔ وہ لوگ جنھوں نے اپنی عمریں قرآن کی خدمت میں صرف کیں انہوں نے اس تفسیر کو دیکھا مطالعہ کیا اور کسی نے اس کو تحریف سے ملوث نہ پایا ایسے میں یہ وزارت امور مذہبی کے وہ کون سے لال بجھکڑ نابغہ دہر ہیں جن کو اس میں تحریف کے جراثیم چھپے نظر آگئے

دو سوال

یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں

پہلا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت نے اس وزارت امور مذہبی کے زیر اہتمام کوئی ایسا محکمہ مقرر کر رکھا ہے جس کے ذمہ قرآن پاک پر ریسرچ کا کام ہے اور اس اہم کام پر کن سے اہل علم مامور ہیں۔

یہ ہم اس لئے پوچھ رہے ہیں کہ ہمیں اپنے تجربہ کے مطابق حکام اور ان کے ماتحت کام کرنے والوں کے مبلغ علم کا خوب پتہ ہے یہ لوگ اکثر ہی سفارشوں کی پیداوار ہوتے ہیں عہدہ کے امیدوار کی صلاحیتوں کے توافق کو عموماً ہی مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ جب افسروں کا یہ حال ہے کہ ہمارے پنجاب کے ایک گورنر صاحب کو ان کی تقریر لکھ کر دی گئی تو وہ لکھی عبارت بھی صحیح نہ پڑھ سکے وہ کہہ رہے تھے کہ ہم انشاء اللہ اپنے فرائض سے ضرور عہدہ بر آمد ہوں گے۔

ان کی یہ تقریر تین روز تک ریڈیو سٹیشن لاہور سے براڈ کاسٹ کی جاتی رہی اور کسی کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی کہ ان کے عہدہ بر آمد کو عہدہ بر آ بنا دیتا۔

ہمارے ایک وزیر تعلیم تھے انگریز بیوی کے خاوند تھے اور ڈگریوں کا انبار اپنی پشت پر لادے تھے لیکن ان کی دینی حالت یہ تھی ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے عام پیشہ ور واعظوں کی طرح اپنے سامعین کو دورد شریف پڑھنے کی تلقین فرمائی اور خود بھی سامعین کے ساتھ درود شریف پڑھنے لگے ان کا درود شریف یہ تھا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ اور پھر بقول۔

وزیرے چنیں شہریارے چناں

ان کے ماتحتوں کا کیا حال ہو گا؟ اس کی مثال بھی ہمارے ہاں موجود ہے جب مسٹر بھٹو کے دور حکومت میں صوبہ سندھ کے حکام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجتہ الوداع کو ایک فرقہ وارانہ اور مفسد دستاویز قرار دے کر ضبط کر لیا تھا ایسے میں یہ دریافت کرنا ضروری ہو گیا ہے کہ اگر قرآن پاک پر کوئی محکمہ کام کر رہا ہے تو ان اہل علم کا تعارف پیش کیا جائے جو اس اہم کام پر مامور ہیں۔

دوسرا سوال

دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر کوئی محکمہ قرآن پاک پر کام کر رہا ہے تو وہ کب سے قائم ہے اور اپنے روز قیام سے اب تک اس کی کیا کارگزاری ہے؟

ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ایسا کوئی محکمہ اگر ہے تو وہ تفسیر ثنائی کے لئے ہی قائم کیا گیا ہے یا اس نے اور بھی کوئی کام کیا ہے۔ ہمارے ملک میں ایسی بہت سی تفاسیر قرآن پائی جاتی ہیں جہاں قدم قدم پر تحریف کارفرما ہے۔ کیا اس محکمہ کے عبقری دوران بزر جمہر ملک میں موجود کسی دوسری تفسیر کا نام بھی جانتے ہیں؟ یا اس کا پورا کاروبار تفسیر ثنائی کا منہ چڑانے تک ہی محدود ہے۔

یہاں مرزائیوں کی لکھی ہوئی تفاسیر موجود ہیں قرآن کے مقابلہ میں بہائیوں کی کتاب مقدس کے نام سے ایک الہامی کتاب موجود ہے منکرین حدیث کی تفاسیر موجود ہیں یہاں شیعہ کے تفسیری ذخائر بازار میں دستیاب ہیں نیچریوں کی لکھی تفاسیر بھی ملتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک ہی تحریف معنوی کے انبار اپنے دامن میں سمیٹے ہے آغا خانیوں کا تو قرآن الگ ہے۔ سر سید احمد خاں کی تفسیر بھی بازار میں ملتی ہے جس میں کسی قرآنی معجزے کو اس کی اصلی شکل میں نہیں رہنے دیا گیا۔ کیا اس محکمہ کے کسی نابغہ دہر مفتی کی نگاہ ان تفاسیر سے بھی کسی پر پڑی ہے؟ کیا یہاں کسی دوسری تفسیر کے خلاف بھی کوئی نوٹس جاری ہوا؟ کوئی کارروائی ہوئی؟ کسی ناشر کی کبھی جواب طلبی ہوئی؟

اگر اس محکمہ نے کبھی ایسا قدم نہیں اٹھایا تو ظاہر ہے تفسیر ثنائی کے خلاف کارروائی ایک بریلوی المسلک وزیر اور اس کے بریلوی مشیروں کا ایک اہلحدیث کی تفسیر کے خلاف اظہار بغض و تعصب ہے۔ ورنہ محکمہ اپنے نوٹس کے جواز کے لئے تحریف معنوی کی کوئی ایک مثال ہی مہیا کرتا۔

الزام کا ثبوت دیجئے

ہم کہتے ہیں اور ببانگ دہل کہتے ہیں کہ تفسیر ثنائی پر معنوی تحریف کا الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے لیکن اگر کسی کو ایسا دعویٰ ہے تو وہ اپنے الزام کا ثبوت پیش کرے پھر جب وزارت امور مذہبی اپنے الزام کا ثبوت پیش نہیں کر سکی اور ہم کہتے ہیں کہ **فان لم تفعلوا ولن تفعلوا** مگر تم ایسا نہیں کر سکے تو آئندہ بھی نہیں کر سکو گے **ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا** کہ اگرچہ تم سارے معاند

ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جاؤ بقول شاعر ۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
وہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

آیئے اس باب میں قرآن پاک سے فیصلہ طلب کریں منافقین نے صدیقہ طاہرہ مطہرہ کو برائی کا الزام دیا اب انہیں چار گواہ پیش کرنے تھے مگر وہ ایسا نہ کر سکے اس پر آسمان سے وحی اتری کہ **فاذا لم یاتوا بالشھداء فاولئک عنداللہ ھم الکذبون** (نور ع ۲)

کہ جب وہ اپنے الزام کے ثبوت میں گواہ پیش نہیں کر سکے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔

یہ انتقامی کارروائی ہے

واقعہ یہ ہے کہ بریلویت کے بانی نے کنزالایمان کے نام سے قرآن پاک کا ترجمہ لکھا اور یہ ترجمہ بالکل اسی ڈھب کا تھا جو ان کی افتاد طبع کا خاصہ تھا پھر اس پر مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر گلکاری سونے پر سہاگہ بنی۔ قرآن کے نام سے اس سراسر غیر قرآن اور تفسیر کے نام سے اس تقصیر محض کے لئے صرف پاک و ہند میں ہی گنجائش تھی لیکن جب یہ تفسیر سعودی عرب پہنچی تو وہاں کی وزارت امور مذہبی نے جب اس کو قرآن کے نام پر غیر قرآن اور تفسیر کے نام پر تقصیر محض پایا اس میں ہدایت کے بجائے ضلالت کے درس دیکھے تو اس نے سعودیہ میں اس پر پابندی عائد کر دی۔ اس پر بریلوی المسلک حضرات نے آسمان سر پر اٹھا لیا سعودیہ کو گالیاں دیں جلی کٹی سنائیں اور جو کچھ ان سے ہو سکا انہوں نے کیا اور کہا لیکن سعودیہ نے کسی قیمت پر بھی اپنے احکام واپس نہ لئے اب ظاہر ہے کہ سعودیہ پاکستان نہیں ہے جہاں جرائم پیشہ لوگ پکڑے جانے سے پہلے چھوٹ چکے ہوتے ہیں جبکہ سعودیہ کا یہ حال ہے کہ وہاں اگر کسی کی جیب سے نشہ آور چیز برآمد ہو جائے تو اس کی گردن اڑا دی جاتی ہے وہاں قرآن کے مسئلہ کو کیونکر برداشت کیا جا سکتا ہے' بریلوی مہم ناکام رہی تو بات ٹھنڈی ہو گئی اور بریلوی حضرات رو دھو کر چپ ہو گئے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں تھا۔ لیکن اب جب پاکستان کی وزارت امور مذہبی کے قلمدان پر ایک متشدد بریلوی المسلک بزرگ مولانا عبدالستار نیازی کا قبضہ ہوا تو پرانی یادیں پھر لوٹ آئیں پرانے زخم پھر تازہ ہو گئے۔ بجھی ہوئی چنگاریاں پھر سلگنے لگیں اور صبر کے بندھن ٹوٹ گئے۔ اب سازش ہوئی کہ جب ہاتھ پڑتا ہے تو کنزالایمان کے خلاف وہابی حکومت کی کارروائی کا انتقام لینا چاہئے یہ بات تو سب لوگ ہی جانتے ہیں کہ بریلوی حضرات سعودیہ حکومت کو وہابیوں کی حکومت کہتے ہیں اور وہابیوں سے بریلوی حضرات کو جو عناد ہے وہ بھی ایک ظاہر بات ہے۔

سعودیہ کو وہابی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ بھی اصل وہابیوں یعنی اہل حدیث کی طرح ہی توحید کے علمبردار اور شرک و بدعت کے دشمن ہیں یہی قدر مشترک ہے جس کی وجہ سے سعودیہ حکومت کو وہابی کہا جاتا ہے حالانکہ سعودیہ کے لوگ اہل حدیث نہیں بلکہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں جیسے حنفی (دیو بندی اور بریلوی) حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ پس سعودیہ کی مبینہ وہابی حکومت

کی کنز الایمان کے خلاف کارروائی کا انتقام یہاں کسی اہل حدیث عالم کی تفسیر قرآن پر پابندی لگوانا طے ہوا اور پھر تفسیر ثنائی کے ناشر ادارہ ترجمان السنہ کے نام نوٹس جاری ہو گیا۔ بلاشبہ یہ ایک انتقامی کارروائی ہی ہے ورنہ نہ تفسیر ثنائی ہی کسی معنوی تحریف کی امین ہے نہ اہل حدیث ہی اس مقدمہ میں فریق تھے۔

وزیراعظم نواز شریف سے

یہ بات اب میاں نواز شریف وزیراعظم پاکستان سے ہی پوچھنے والی ہے کہ آپ نے جو یہاں اسلام کو حاکم بنانے کے وعدہ پر اہل حدیث سے ووٹ حاصل کئے تھے تو کیا آپ کی حکومت کی یہ کارروائی اسلام کو حاکم بنانے کی جانب پہلا قدم ہے؟ تفسیر ثنائی جو کفر و شیطنت کے محاذ پر اسلام دشمن طاقتوں کے مقابلہ میں اسلامی قلعہ کی ایک مضبوط تر دفاعی دیوار ہے اسے گرانے کی سعی کیا یہاں اسلام قائم کرنے کی مہم کا حصہ ہے؟

یہ درست ہے کہ آپ بھی اپنے وزیر مذہبی امور مولانا عبدالستار نیازی کے ہی ہم مسلک ہیں آپ انہی کی طرح مردوں کی خدائی کے قائل ہیں مزاروں پر حاضری دیتے ہیں ان پر چادریں چڑھاتے ہیں ان کو غسل دیتے ہیں پاکپتن کے بہشتی دروازے سے گزرنے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ غرض آپ ہر لحاظ سے مردہ پرست ہیں۔

آپ پاتے تو اپنے رب سے ہیں اور شکریہ مزاروں میں دفن بزرگوں کا ادا کرتے ہیں لیتے رب سے ہیں اور سلام مزاروں پر جا کر پیش کرتے ہیں ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں یہ آپ کا اور آپ کے رب کا معاملہ ہے وہ جانے یا آپ جانیں لیکن ہم آپ کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ آپ نے اللہ کے علاوہ اللہ کے بندوں سے بھی کچھ وعدے کر رکھے ہیں آپ کا یہ نقض عہد آپ کے مستقبل کے لئے کوئی اچھی بنیاد نہیں ہے۔

من آنچہ شرط بلاغ ست با قوی گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

مولانا عبدالستار نیازی

اب یہ کہنا تو مشکل ہے کہ تفسیر ثنائی کے خلاف کسی پلان کی جمع و ترتیب میں مولانا نیازی کا کتنا حصہ ہے اور وہ اس مہم میں کہاں تک دلچسپی رکھتے ہیں یا پھر کیا وہ کسی سازشی گروہ کے ہاتھوں اغوا ہوئے ہیں۔

مگر ہم یہ بات پوری قطعیت سے جانتے ہیں کہ مولانا نیازی ایک سیاسی آدمی ہیں اور ان کی زندگی صبح بستر سے اٹھ کر رات کو بستر میں داخل ہونے تک از سر تا پا سیاست کے سمندر میں ہی ڈوبی رہی ہے انہوں نے تفسیر ثنائی کب پڑھ لی۔ ان کی شہرت بھی ایک سیاسی رہنما کی حیثیت سے ہی ہے وہ عالم

دین کی حیثیت سے شہرت نہیں رکھتے اس لئے وہ کسی دینی فیصلے میں سند بھی نہیں ہیں وہ تو اپنے سیاسی مشاغل میں اتنی گنجائش بھی پیدا نہیں کر سکے اپنے لئے ایک بیوی ہی بیاہ لائیں وہ تفسیر ثنائی کے مطالعہ کے لئے کیونکر وقت نکال سکتے تھے؟ اس لئے گمان غالب یہی ہے کہ وہ اغوا ہوئے ہیں اور کسی سازشی گروہ کے آلہ کار بن گئے ہیں۔

مولانا نیازی کے کرنے کے کام

اگر مولانا نیازی کا تفسیر ثنائی کے خلاف کسی درجہ میں بھی کوئی حصہ موجود ہے تو اس کی وجہ یہ ہو گی کہ وہ ایک بریلوی المسلک شخص ہیں جبکہ تفسیر ثنائی کے گرامی قدر مصنف سلفی المسلک اہل حدیث تھے اور بریلویت کو اہل حدیث سے جو بیر ہے وہ اظہر من الشمس ہے ورنہ انہوں نے تفسیر ثنائی بہرحال مطالعہ نہیں کی بلکہ انہوں نے آج تک اس تفسیر کو اپنی آنکھوں سے بھی نہیں دیکھا ہو گا۔ ایسی صورت میں مولانا نیازی کی یہ کارروائی ایک گناہ بے لذت ہے اور ایک منفی کارروائی ہے جس پر فخر کوئی سعادت نہیں ہے۔

مولانا نیازی اگر کچھ کرنا چاہتے ہیں تو منفی اور سلبی امور کی سرانجام دہی کے بجائے یہاں بے شمار مثبت اور ایجابی کام ان کے منتظر ہیں ادھر توجہ کریں اور اب جب وہ کچھ کر سکنے کے اہل بھی ہیں تو کرنے والے کام کریں وہ اپنی زندگی کا یہ حاصل حیات دور ضائع کیوں کر رہے ہیں۔

وہ اگر چاہیں تو ہم انہیں بتا سکتے ہیں کہ وہ کیا کریں۔ لیجئے سنتے جائیے دل پر ہاتھ رکھ کر سنئے اگر دل رکھتے ہیں تو دل ہی کہے گا۔

سنتا جا شرماتا جا

یہ حکومت پاکستان ہے یا بائبل سوسائٹی

مولانا نیازی اگر عیسائی تقریبات ایسٹر کرسمس وغیرہ کے مواقعہ پر ملک سے باہر نہیں چلے جاتے تو انہیں معلوم ہونا چاہئے ان عیسائی تقریبات کے موقع پر ہمارے ذرائع ابلاغ ریڈیو ٹیلی ویژن وغیرہ کے مراکز بائبل سوسائٹی کی کارگاہیں بن جاتے ہیں۔ جہاں پورے ملک کی آنکھوں دیکھتے اور کانوں سنتے قرآن پاک کی بنیادوں پر ضربیں لگائی جاتی ہیں شرک کی تلقین اور توحید کی تردید کھلے بندوں ہوتی ہے اور یہ سب کچھ حکومت کے زیر اہتمام ڈنڈے کے زور سے لوگوں کو دکھایا اور سنایا جاتا ہے۔

پوری حکومت میں تو نہ جانے کس کس قسم کے اسلام دشمن لوگ مسلمانوں کے نام سے مسلط ہیں جو کھلے عام سود کی حلت کے قائل اور سود کو جاری رکھنے پر مصر ہیں ہم مذہبی امور کی وزارت کے سربراہ مولانا نیازی سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ اس سے بے خبر ہیں کہ مسلم مملکت کی غیر مسلم رعایا (ذمی لوگ) اگرچہ اسلامی سلطنت میں برابر کے ہی شہری سمجھے گئے ہیں اور انہیں شہریت کے پورے حقوق حاصل ہیں۔ اسلامی مملکت اس بات کی مکلف ہے کہ وہ اپنی غیر مسلم رعایا کے جان مال اور آبرو کی

پوری پوری حفاظت کرے بالکل ایسے ہی جس طرح وہ مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی مکلف ہے اسلام نے غیر مسلموں کو زندگی کے ہر رخ سے پورا تحفظ دے رکھا ہے۔ وہ لوگ اسلامی سلطنت میں اپنے عقیدہ کے مطابق اپنی عبادت کر سکتے ہیں اسلامی حکومت ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی بھی پابند ہے۔ لیکن غیر مسلم لوگ مسلم حکومت کے اندر رہتے ہوئے اپنے مذہب اور اپنے عقائد کی تبلیغ نہیں کر سکتے اسلام نے اسلامی تعلیمات کے خلاف اپنی مملکت کے اندر کسی غیرمذہب والے کے لئے اپنے مذہب کی تبلیغ کو اس کے شہری حقوق کا حصہ قرار نہیں دیا۔

لیکن کیا ہمارے وفاقی وزیر مذہبی امور نہیں جانتے کہ اپنی تقریبوں پر عیسائی حضرات باقاعدہ پروگرام کے تحت پاکستان کے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سے عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں؟

وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو کھلے بندوں ابن اللہ کہتے ہیں جبکہ قرآن پاک کا بنیادی عقیدہ ہے کہ **لم یلد ولم یولد** کہ نہ کوئی بیٹا ہے نہ باپ مولانا نیازی نے یقیناً قرآن پاک کی اس آیہ مبارکہ کا متعدد بار مطالعہ کیا ہو گا کہ جہاں ارشاد ہے۔

وقالوا اتخذ الرحمن ولدا○ لقد جئتم شیئا ادا - تکاد السموت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخرالجبال هدا ان دعوا للرحمن ولدا○ وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا (مریم ع ٦)

ترجمہ = (یہ لوگ) کہتے ہیں کہ رحمٰن نے (بھی) بیٹا بنایا ہوا ہے (جبکہ یہ صریحاً" جھوٹ ہے اور) یہ ایک سخت (احمقانہ) بات ہے جو تم کہتے ہو۔ بعید نہیں کہ اس بات سے (اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑک اٹھے اور اس کے غضب کی شدت سے) آسمان اور زمین ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائیں پہاڑ شدید بھونچال سے زمین بوس ہو جائیں۔ (حد ہوگئی) کہ یہ لوگ رحمٰن کے لئے بھی (کسی کو) بیٹا بنا رکھنے کا عقیدہ رکھتے ہیں جبکہ یہ بات رحمٰن کے لائق ہی نہیں ہے کہ وہ (کسی کو) اپنا بیٹا بنائے" تو کیا جس بات کے ذکر سے اللہ غضبناک ہوتا ہو اور جس کے منہ سے لگالینے پر خطرہ ہو کہ خدا کے غضب کے بوجھ سے زمین آسمان کٹ پھٹ جائیں پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں تو اسے جب خدا اور رسول کے نام پر حاصل کردہ مملکت کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے باقاعدہ نشر کیا جائے تو کیا چاہت ہے مولانا نیازی کی کہ گو اس بات کے ذکر سے انسان اور زمین ایک بار چھوڑ ہزار بار کٹ پھٹ جائیں پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر ریگ کے تودے بن جائیں۔ لیکن پاکستان کا ریڈیو اسے ضرور پکارے گا۔

زمین اور آسمان خدا سے ڈرتے ہوں گے پہاڑ اپنے دل میں خدا کا خوف رکھتے ہوں گے مگر خدا اور رسول کے نام پر بنائی گئی اس سلطنت کے مالکوں کے کانوں پر جوں نہیں رینگ سکتی بڑا تعجب ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچھے دھکیل کر پاکستان کا ریڈیو مسیح علیہ السلام کو دنیا کا نجات دہندہ کہے۔ کفار کے ملحدانہ عقیدہ کی لوگوں کو تلقین کی جائے اور پاکستان گورنمنٹ کی مرضی سے اس کے زیر اہتمام کی جائے تو مولانا نیازی ہی بتائیں یہ رواداری ہے یا بے غیرتی!

کتنا بڑا ظلم ہے تفسیر ثنائی جو عیسائیوں کے ان عقائد میں سے ہر ہر عقیدہ کی سخت تردید کرتی ہے اس

پر پاکستان کے دروازے بند کرنے کی سازشیں کی جائیں لیکن ان کفری عقائد کو حکومت کے زیر اہتمام پورے ملک کے اندر باقاعدہ پھیلایا جائے۔

اس زمیں پر سانپ اور اژدر برسنے چاہئیں
برق گرنی چاہئے پتھر برسنے چاہئیں

قیامت صغریٰ

اقبالؒ نے لکھا تھا۔

حضور حق میں اسرافیل نے مری شکایت کی
یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا
ندا آئی کہ آشوب قیادت سے یہ کیا کم ہے!
گرفتہ چینیاں احرام و مکی خفتہ در بطحا

کیا ہماری حکومت اور ان مولانا نیازی کو معلوم نہیں کہ ان کے خانہ ایمان میں بڑی چابکدستی سے نقب لگائی جا رہی ہے اور پاکستان میں جگہ بجگہ ان کی اولاد کے ایمان کے مقتل تعمیر ہو چکے ہیں جہاں ان کے بچے اور ان کے مستقبل کی تابناکی کے ضامن نوجوان مسلمان تیزی سے دولت ایمان سے محروم کئے جا رہے ہیں؟ جو خبریں پریس میں آچکی ہیں ہماری اسلام کی محافظ مسلمان حکومت کو کیوں خبر نہیں کہ پاکستانی مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے پاکستان کی سرحد پر عیسائی حکومتوں کی دولت سے ایک ریڈیو سٹیشن بن چکا ہے اور اس ریڈیو سے روزانہ پانچ گھنٹوں تک پنجابی' سندھی' پشتو' بلوچی اور اردو زبانوں میں باقاعدہ عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے۔

اس ریڈیو کا دفتر اسلام آباد میں باقاعدگی سے قائم ہے اور یہ کام برسوں سے پوری باقاعدگی اور قرینے سے کیا جا رہا ہے۔ اسلام آباد یعنی پاکستان کے دارالسلطنت میں پوپ پال کا سفارت خانہ "مقدس شہر کا سفارت نامہ" کے نام سے قائم ہے جہاں بیرونی عیسائی حکومتیں پاکستان میں عیسائیت کو غالب بنانے کے لئے اربوں روپے سالانہ بھیجتی ہیں اور پھر اس سفارت خانہ کی وساطت سے یہ روپے ملک بھر میں پھیلے عیسائی تبلیغی تعلیمی اور صحی اداروں کے ذریعہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے خرچ کئے جاتے ہیں۔

اللہ اکبر! یہ قیامت نہیں تو کیا ہے کہ یہاں ہر روز اسلامی پاکستان کے پاؤں تلے سے زمین نکل رہی ہے ایمان چوری ہو رہے ہیں قرآن کو غیر موثر بنایا جا رہا ہے دشمن دن رات مصروف کار ہے اور پاکستان کے محافظ اور اسلام کو یہاں حاکم بنانے والے اپنی کرسیوں کے لئے لڑ رہے ہیں۔ جنگ ہر رہی ہے اور ہیرو لوٹ میں لگے ہیں یعنی فرانس جل رہا ہے اور نیرو بنسری بجا رہا ہے۔

کوہ مری کی قتل گاہیں

برسہا برس سے مری میں ہر سال عیسائیت کی تبلیغ کے لئے سولہ کیمپ لگائے جاتے ہیں جن میں مسلمان نوجوانوں کو عیسائیت کی بریفنگ دی جاتی ہے اور تفریح کے پردہ میں ان کے خون میں عیسائیت کے جراثیم کے انجکشن دئے جاتے ہیں ان کیمپوں میں صرف مسلمان نوجوان ہی داخل کئے جاتے ہیں اور آٹھ روز تک ان کی میزبانی کا فریضہ ادا کیا جاتا ہے۔

ان کیمپوں میں داخلہ کے لئے صرف یہ شرط ہے کہ امیدوار نوجوان مسلمان ہو اور اس کے پاس انجیل کا نسخہ موجود رہے۔ یہ انجیل بھی انہیں کیمپ کی جانب سے ہی دی جاتی ہے ان کیمپوں میں ایک خاص نظام کے تحت انجیل کے اسباق ہوتے ہیں اور سوال و جواب کے ذریعہ ان اسباق کو ازبر رکھنے کے طریقے پر عمل ہوتا ہے مسلمان نوجوان سوالات کا جواب دے سکنے کے لئے انجیل کے اسباق محنت سے یاد کرتے ہیں۔

یہ کیمپ تفریح کے ذریعہ مسلمان نوجوانوں کو اسلام سے دور اور عیسائیت کے قریب لانے کی ایک موثر اسکیم کا حصہ ہیں مری کے صحت افزا مقام پر جب لوگ تفریح کے لئے جاتے ہیں تو ایک تو انہیں رہنے سہنے کی سہولت مل جاتی ہے دوسرے اخراجات بھی نہیں اٹھتے۔ آٹھ دن تک میزبانی کے عوض وہاں صرف ساٹھ روپے وصول کئے جاتے ہیں اور اس رقم میں انہیں آٹھ روز تک دو وقت کا کھانا دن میں چار بار چائے چارپائی اور بستر مہیا کئے جاتے ہیں۔ تفریح کی یہ ارزاں ترین صورت بہت موثر ہوتی ہے نوجوان وہاں سستے داموں سیر و تفریح کر لیتے ہیں اور انہی دنوں عیسائیت کے جال میں پھنس جاتے ہیں وہاں کی مہمانی کی یہ فیس بھی صرف پنجاب اور سرحد کے نوجوانوں سے ہی وصول کی جاتی ہے سندھ اور بلوچستان کے نوجوانوں سے یہ فیس بھی نہیں لی جاتی۔ کیمپ میں آٹھ روز تک رہنے پر نوجوانوں پر ایک ہزار روپے صرف ہوتے ہیں اور یہ رقم عیسائی حکومتوں کی میسر کردہ باقی امداد سے پوری کی جاتی ہے۔ جن نوجوانوں میں عیسائیت کے لئے وہ لوگ کچھ گنجائش دیکھتے ہیں ان کو امریکہ اور انگلستان میں ملازمتوں کی پیشکش بھی کی جاتی ہے اس طرح تبلیغ کا یہ نظام مزید موثر بن جاتا ہے۔

مسلمان عیسائی بن رہے ہیں

مسلمان نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے پاکستان میں عیسائیوں کے ۲۵۰ ادارے مصروف کار ہیں ۱۵ سکول ایسے ہیں جو پاکستانی مسلمانوں کو عیسائیت کا لٹریچر اناجیل اور مسیحی تعلیمات پر مشتمل اسباق انہیں گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک مہیا کرتے ہیں۔ ان سکولوں میں سے چھ سکول تو صرف لاہور میں ہی مصروف کار ہیں دو سکول کراچی میں ہیں اور ایک ایک سکول ملتان، فیصل آباد، ایبٹ آباد، شکارپور، لاڑکانہ، خیرپور اور ڈیرہ غازی خان میں ہے۔

پاکستان پر بیرونی عیسائی حکومتوں کی مدد سے عیسائیت کی یلغار بیکار نہیں گئی، بلکہ اپنا کام بخوبی کر رہی ہے اور بہت سے مسلمان عیسائی بن چکے ہیں ایک عیسائی ذریعہ کے مطابق پاکستان کی تشکیل کے وقت

یہاں عیسائیوں کی تعداد صرف اسی ہزار تھی جبکہ عیسائی مشنریوں کے مطابق یہ تعداد بڑھتے بڑھتے ۱۹۸۳ء تک ستر لاکھ تک پہنچ چکی ہے لیکن اگر اس تعداد کو عیسائی مشنریوں کا مبالغہ ہی قرار دے لیا جائے اور ہم قرار دیں کہ یہ مبالغہ اپنے مراکز سے زیادہ سے زیادہ رقم اڑا سکنے کا ایک ذریعہ ہے پھر بھی خود پاکستانی محکمہ مردم شماری کے مطابق پاکستان کی تشکیل ۱۹۴۷ء کے بعد سے ۱۹۸۱ء تک یہ تعداد چار لاکھ چونتیس ہزار تک پہنچ گئی تھی اور پھر ۱۹۸۱ء کی مردم شماری میں یہاں عیسائیوں کی تعداد ۱۳ لاکھ دس ہزار چار سو چھبیس بتائی گئی ہے ہم مولانا نیازی سے پوچھتے ہیں کہ آپ کی نیند صرف تفسیر ثنائی نے ہی حرام کر رکھی ہے یا آپ کو کفر کی جانب سے اس غارت گری کے خلاف بھی کچھ سوچنے کی توفیق ارزانی ہوئی ہے؟

یہ رواداری ہے یا بے غیرتی؟

عیسائی مشنریوں کو اپنی عیسائی حکومتوں کی جانب سے ملنے والی بے مقدار مالی امداد کے عیسائیت کی تبلیغ کے جو موثر مواقع حاصل ہیں پاکستان کے سوا دنیا کی تقریباً تمام ہی غیر عیسائی حکومتوں کو اس پر سخت تشویش ہے موجودہ عیسائیت جو اپنے معتقدات کی روشنی میں ایک بالکل غیر منطقی غیر عقلی اور غیر علمی مذہب ہے اور جو محض اپنے بے پناہ مالی وسائل کی طاقت سے ہی عالم انسانیت کے لئے خطرہ بن رہی ہے اس خطرہ سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے اپنے ملک کی ہر بہی خواہ حکومت نے اپنے ہاں عیسائیت کی تبلیغ پر سخت پابندیاں لگا رکھی ہیں ایسے ممالک میں بھارت' چین' جاپان' برما' میکسیکو' بھوٹان' افغانستان' تھائی لینڈ' مصر' ایران' ملایا' اردن' یمن' سعودی عرب اور ترکی شامل ہیں اور یہ ڈوب مرنے کا ہی مقام ہے کہ اس فہرست میں سلطنت خداداد پاکستان کا نام موجود نہیں ہے یہاں کی حکومت کو عیسائیت سے نہیں بلکہ تفسیر ثنائی سے ہی خطرہ ہے یعنی۔

انہیں لے دے کے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا
کہ عالمگیر ہندو کش تھا ظالم تھا ستمگر تھا

عیسائی تبلیغی ادارے پاکستان کی اپنے مذہب کے بارے میں اس بے حمیتی سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ اس کے اظہار میں بھی بخل سے کام نہیں لیتے ان کے نزدیک پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں عیسائیت کا کھیت صحیح طور پر پھل پھول سکتا ہے اور صرف یہاں کے لوگ ہی ہیں جو اپنی غفلت کے نتائج سے لاپرواہ ہیں اور ان کے عزائم سے بے خبر ہیں۔

ڈاکٹر گلین نے کچھ عرصہ قبل پاکستان کا دورہ کیا تو واپس جا کر اس نے اپنی سفری رپورٹ میں لکھا کہ

"میں نے کوئی ایسی مسلم مملکت نہیں دیکھی جہاں عیسائیت کی تبلیغ کھلے عام ہوتی ہو جبکہ پاکستان ہی ایک ایسا مسلمان ملک ہے جہاں ہم بے روک ٹوک اپنی تبلیغ کو آگے بڑھا رہے ہیں۔"

کینیڈا کے ایک رسالہ "ہرا سپکٹر" نے لکھا ہے

"پاکستان میں ہمارا تبلیغی کام بڑی آسانی اور خوش اسلوبی سے چل رہا ہے جبکہ ہم نے وہاں صرف ایک برس میں آٹھ ہزار مسلمانوں کو باقاعدہ پیسہ دے کر عیسائیت کے حلقہ میں داخل کیا ہے۔

کیا حکومت پاکستان اور وزیر امور دینی کی غیرت ملی مستقبل کے پاکستان کو عیسائی مملکت بن جانے سے روکنے کے لئے کوئی کارنامہ انجام دے گی۔

پاکستان یا ایام باڑہ

آیئے ہم مولانا نیازی کو ایک اور شرمناک منظر دکھاتے ہیں اگر وہ حق اور دین حق کے لئے تھوڑی بھی غیرت رکھتے ہیں تو اس شرمناکی کا ازالہ کریں یا وزارت سے مستعفی ہو جائیں

مولانا نیازی اگر کبھی پاکستانی کتب فروشی کے بازاروں کا دورہ کریں تو یہاں انہیں وہ کتابیں باآسانی مل سکیں گی جن میں اصحاب رسول رضی اللہ عنہم حضور کے اخص رفقاء اور اقرب عزیزوں اور امہات المومنین تک پر کھلے عام لعنت کی بارش برسائی گئی ہے مسلمانوں کی سلطنت میں اصحاب رسول اور رسول علیہ السلام کی بیویوں پر لعنت کی بھرمار پر مشتمل کتابیں دیکھ کر سر شرم کی بہتات سے ہزار بار جھک جاتا ہے اور شبہ گزرتا ہے کہ اسلامی کہلانے والا یہ ملک اسلامی بھی ہے یا نہیں۔

مرنے کا مقام ہے کہ جن کتابوں میں شیخین یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دوزخ کے سب سے زیادہ عذاب والے درجہ میں قید اور آگ کی وجہ سے ان کے جھلسے چہرے اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑے لکھا ہے وہ پاکستان کے بازار میں باآسانی ملتی ہیں اور پاکستان پھر بھی مسلمان ملک ہے۔

ہم یہ بات کھلے بندوں کہتے ہیں اور علی الاعلان کہتے ہیں کہ مولانا نیازی کو اس صورت حال کا بخوبی علم ہے پچھلے برس اسلام آباد اور لاہور کی اعلیٰ سطح کانفرنسوں میں یہ باتیں ہو چکی ہیں ان مجالس میں وزیراعظم نواز شریف بھی موجود تھے اور یہ ہمارے وزارت امور مذہبی کے سربراہ مولانا عبدالستار نیازی بھی موجود تھے اصحاب رسول کے خلاف شیعہ کی بدزبانیوں اور گند کی بھری باتوں کا تذکرہ آیا اور اگرچہ وزیراعظم نے بات کو ٹالنا چاہا لیکن سپاہ صحابہؓ کے سربراہ نے وزیراعظم کی جانب سے بس بس کی رکاوٹوں کے باوجود یہ گندی کتابیں وہاں پیش کردیں جس پر یہ ہمارے مولانا نیازی بڑے مشتعل ہوئے اور اجلاس عام میں اعلان کیا کہ ان کتابوں کو ضبط کیا جائے گا مگر وہ ایسا نہ کر سکے اور بعد میں یوں خاموش ہوئے جیسے کوئی بات ان کے نوٹس میں نہیں ہے اور ہم جہاں یہ کہتے ہیں کہ مولانا نیازی صورت حال کے واقف ہیں اور ایسی کتابوں کی ضبطی کا وعدہ بھی کر چکے ہیں ہم مزید کہتے ہیں کہ وہ ان کتابوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکیں گے یہ کتابیں پاکستان کے بازاروں میں ملتی رہیں گی اور ان کو کوئی نہیں روک سکے گا۔ آخر اصحاب رسول اور امہات المومنین کے لئے کون اپنی وزارت کا برا مانگے گا اور یوں ان مفادات سے دستبردار ہو گا جو وزارت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ایمانی غیرت کے لئے وزارت کو کون خطرے میں ڈالے شیعہ کی گندگی بھری کتابیں کوئی تفسیر ثنائی تھوڑی ہیں کہ جس کا

جی چاہے اس کا منہ چڑانے لگے۔

اور پھر کون جانے پاکستان میں اسلام اور ایمان کے لئے کوئی قدم اٹھاتے ہماری حکومت کو بیرون ملک کس کس کی جانب دیکھنا پڑتا ہے اور کس کس کی ناراضگی مول لینے سے احتراز کی ضرورت ہے لیکن مولانا نیازی کے حوالے سے یہ سوال اب بھی اپنی جگہ بدستور قائم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر فرط عقیدت سے اپنے انگوٹھے چومنے والے مولانا نیازی کے دور میں بھی یہ صورت حال قائم رہے گی کہ پاکستان کے بازار میں وہ کتابیں فروخت ہوں جن میں ابو بکر صدیقؓ پر لعنت کی گئی ہے جن میں فاروق اعظمؓ کو ملعون لکھا گیا ہے جن میں عثمانؓ اور معاویہؓ کو ملعون کہا گیا ہے جن میں ام المومنین حفصہؓ کو ملعونہ لکھا گیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بیوی جو حضورؐ کو اپنی تمام ازواج مطہرات میں زیادہ محبوب تھیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیوی کے بطور منتخب کیا تھا۔ (بخاری) جن کو پاکبازی پر قرآن پاک نے بھرپور گواہی دی ہے حضور کی یہ بیوی جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ عائشہؓ دنیا میں بھی میری بیوی ہے اور جنت میں بھی میری بیوی ہو گی مسلمانوں کی ان گرامی قدر ماں کے بارے میں ان کتابوں میں جب بھی ان کا ذکر آیا ہے تو انہیں عائشہ ملعونہ ہی کہا ہے۔

کیا اصحاب رسول اور ازواج رسول کے مقابلہ میں مولانا نیازی کو اپنی وزارت زیادہ قیمتی نظر آتی ہے جو وہ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود منہ میں گھنگنیاں ڈالے بیٹھے ہیں۔

ایک اور بات

کیا مولانا نیازی نہیں جانتے کہ پاکستان میں جونہی محرم کا چاند طلوع ہوتا ہے تو ہمارے قومی ذرائع ابلاغ شیعیت کے مراکز میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ راگ رنگ جو ہر لمحے حرام ہے یہاں وہ دن رات حلال سمجھا گیا ہے لیکن جونہی محرم کا چاند نکلا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے سارے رنگین پروگرام منسوخ کر دیئے جاتے ہیں بین شروع ہو جاتے ہیں مرثیے جاری ہو جاتے ہیں اور سٹوڈیوز کے دفاتر امام باڑوں کی شکل میں ڈھل جاتے ہیں یہ دونوں ذرائع ابلاغ ان دنوں عملاً شیعہ کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں مجالس عزا جمتی ہیں اور ان مجالس کی کاروائیاں نشر کی جاتی ہیں۔

ناچ گانے کے فواحش رمضان المبارک میں تو ختم نہیں کئے جاتے لیکن محرم کا چاند دیکھتے ہی عیش و مسرت کے ان چونچلوں کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے اور مسرت بھرے نغموں کی جگہ ماتمی گیت شروع کر دیئے جاتے ہیں جو بجائے خود حرام ہیں

امر حرام بہرحال حرام ہے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ پاکستان میں ان حرام امور کو بھی صرف محرم میں ہی حرام سمجھا جاتا ہے۔

حیف گر در پس امروز بود فردائے

ہمارا مطالبہ یہ نہیں کہ یہ ناچ گانے اور راگ رنگ حضرات عمرؓ، عثمان اور علی رضی اللہ عنھم کے ایام

شہادت پر بھی بند کئے جائیں کیونکہ ہم تو ان باتوں کو سرے سے ہی حرام سمجھتے ہیں اور ان کی حرمت مستقل طور پر چاہتے ہیں مولانا نیازی سے پوچھنے والی بات یہ ہے کہ آپ کی حکومت ان حرام باتوں کو محرم میں ہی کیوں حرام سمجھتی ہے حرام تو ہر لمحے حرام ہونا چاہئے۔

غلط فہمی نہ رہے

ہم نے جو مولانا نیازی سے یہ عرض کیا ہے کہ اپنے ہم مسلک لوگوں کی خوشی کے لئے تفسیر ثنائی کے خلاف جال بننے کی منفی کارروائیوں کی بجائے کوئی مثبت کام کریں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمیں مولانا کے بھرتی کردہ مبینہ ارباب علم و خبر کی نکتہ آفرینیوں سے تفسیر ثنائی کے لئے کوئی خطرہ نظر آتا ہے ایسا نہیں ہے کیونکہ اہل حدیث ایک علمی جماعت ہیں وہ اہل علم کے لئے مودب بھی ہیں اور علم کا مقابلہ علم سے کرتے ہیں وہ علم سے گھبراتے نہیں بلکہ انہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارا جائزہ لو ہمارے معتقدات کی تردید کرو یا پھر ہمارے ہمراہ چلنے کے لے آمادہ رہو ہم نے جو مولانا نیازی کو کوئی مثبت کام کرنے کی تکلیف دی ہے تو یہ اس لئے نہیں کہ ہم سمجھتے کہ وہ کوئی کام کر سکیں گے ایسا ہرگز نہیں ہے وہ نہ کوئی مثبت کام کر سکتے ہیں نہ انہیں کوئی ایسا کام کرنے ہی دے گا۔

وہ صرف یہی کام کر سکتے تھے کہ تفسیر ثنائی کے ناشر کو نوٹس دیں کہ اپنی تفسیر صحیح کرو ورنہ تمہارا کاروبار ٹھپ کر دیا جائے گا اور یہ کام انہوں نے کر دیا۔

وہ نہ پاکستانی ذرائع ابلاغ کو بائبل سوسائٹی کی کارگاہ بن جانے سے باز رکھ سکتے ہیں نہ ابلاغ کے مراکز کو امام باڑہ بن جانے سے ہی روک سکتے ہیں۔

ورنہ وہ آگے بڑھیں اور بے شمار اصحاب دشمنوں کی توہین و تنقیص امہات المومنین کو ایک جانب رکھ کر صرف شیعہ کی ایک کتاب حق الیقین سے اس دکھ بھری کہانی اور درد ناک بکواس کو ہی خارج کروا کر دکھائیں جہاں اس کے ظالم اور کندہ تراش وحشی مصنف نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو دوزخ کی سب سے بڑی عقوبت گاہ میں لوہے کی زنجیروں میں جکڑے آگ سے جھلسے ہوئے کالے چہروں کے ساتھ مبتلائے عذاب دکھایا ہے اور کہا ہے کہ ان دونوں کا عذاب شیطان کے عذاب سے کہیں بڑھ کر ہے۔

ہم مولانا کو یہ دعوت دے کر صرف ان پر ان کی اور ان کی وزارت کی حقیقت واضح کرنا چاہتے ہیں تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ ان کی حکومت میں ان کی قدر و قیمت کیا ہے اور وہ جو اعلیٰ سطحی مجالس میں کہتے رہے ہیں کہ میں یہ کر دوں گا وہ کر دوں گا یہ محض جھوٹی بڑ ہے اور نری تعلی ہے ہمیں اس غرض سے وزارت پر مرنے والے کی مولانا کا نہیں بلکہ اس مرد حق کا انتظار ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ۔

مردے از غیب بروں آئد و کارے بکند

✶✩✶✩✶✩